



طعام پر دُعَاءِ مانگنا



شیخ الحدادیہ عربیہ اسلامیہ پاکستان

پروفیسر حفیظ الرحمن صاحب مدظلہ العالی

حافظ محمد کاشف اشرفی عطاری



مطبہ کتب خانہ - G.K. 2/44 شیخہ سہرگودا روڈ
کراچی - پاکستان فون: 0303-7234660
0303-7235442

نگار سہیل سہیل پبلشرز

طعامِ پر دُعا مانگنا

از قلم

محدثِ دورانِ شیخ القرآن استاذ العلماء حضرت علامہ

الحاج محمد رفیع احمد اویسی

مدظلہ العالی

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 تَحْمِدهٗ وَتُصَلِّیْ وَتَسَلِّمُوْا عَلَیْ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
 شریعت کا قانون ہے کہ قرآن و حدیث کے مضامین سے جتنا مسائل و
 احکام حاصل ہو سکتے ہیں انہیں مسلمانوں کو سہولتیں دی جائیں۔ ہاں اگر
 کوئی مسئلہ قرآن و حدیث کے صریح مضمون سے ٹکراتا ہے تو اسے
 ترک کرنا ضروری ہے اور یہ بھی شریعت میں مسلم ہے کہ مردہ مرنے
 کے بعد اپنی اعمال صالحہ اگر قبول ہوئے تو آرام پاتا ہے ورنہ عذاب،
 اسے عذاب سے نجات کا اب واحد حل اس کے لیے خیرات صدقات
 و عطا و استغفار قرآن خوانی وغیرہ ہے ان دونوں قاعدوں کو سامنے رکھ
 کر فقیر کی تحریر پڑھیں اس کے بعد سوچیں کہ میت کی نجات چاہیے تو جی
 بِسْمِ اللّٰہ آگے بڑھیں اگر مردہ کی نجات نہیں چاہتے تو تم جانو تمہارا
 مردہ تمہارا کام تمام دلائل سے بھٹاتا۔ اس سے ہم دست بردار ہو گئے۔
 وَ مَا نَبْلِیْہَا اِلَّا الْبَلَاغُ

محمد رفیع احمد اولیٰ صوفی غفرلہ ۲۵/۹/۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۛ نحمدہ و نصلی علی رُسلہ الکریم۔

نجدی تحریک سے متاثر ہو کر لوگ گھبرا جاتے ہیں کہ برسوں سے جو امور
مشائخ اور علماء میں سرورج ہیں وہ بقول دہلوی نجدی بدعت ہیں حالانکہ
بدعت وہ ہے جس کا ثبوت قرآن حدیث کے اصول کے سراسر خلاف
ہو اور بفضلہ تعالیٰ ہمارے مشائخ کرام و علمائے عظام نے اپنے
جملہ مسائل و مسائل قرآن و حدیث کے عین مطابق ہیں مثلاً ہمارے
ہاں یہ طریقہ جاری ہے کہ صلوا اور فقراء کے سامنے کھانوں اور طعاموں کو
رکھتے ہیں اور اُن سے یہ کہتے ہیں کہ ان طعاموں پر دعائے برکت فرماؤ
کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان طعاموں کی مقدار پر برکت فرمائے تاکہ مسلمان اس
سے بہرہ مند اور نفع یاب ہوں اور ان سے کثیر ثواب آخری حاصل ہووے
اور یہ بھی دعا فرماؤ کہ ان طعاموں کا ثواب اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری اموات
کو عطا فرمادے۔ آیا ان طعاموں کو صلوا کے پاس دعا برکت کیلئے حاضر کرنا
اور اُن سے دعا برکت منگوانا اور اُن صلوا کو ان طعاموں پر دعا برکت پڑھنا
اور نیز ان صلوا سے یہ دعا منگوانا کہ ان طعاموں کا ثواب ہماری اموات کو اللہ
تبارک و تعالیٰ پہنچا دے جائز ہے۔ یا رہے کہ ان امور کو نہ فراموش اور
نہ واجبات سے سمجھتے ہیں اور نہ یہ خیال کرتے ہیں کہ بغیر اس طرز خاص
کے دعا اور خیرات قبول نہیں ہوتی ہے بلکہ ان امور کو مستحبات اور مستحبات
میں سے سمجھتے ہیں یہ سب جائز ہے کیونکہ شریعت مطہرہ کا قانون ہے کہ
نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو عمل ثابت ہو وہ اپنے تمام مناسب
امور کو ثابت کرتا ہے۔

احادیث | یہ امر کل مستحبات اور مستحبات میں سے ہے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

۱۔ تبوک میں صحابہ کرام کو ٹھوکہ پہنچی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ علیہ السلام جتنی زاد اور طعام ان لوگوں کے پاس ہے منگو ایسے اور طعاموں پر ان لوگوں کے لیے برکت کی دعا فرمائیے تو رسول اللہ علیہ السلام نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عرض منظور فرمائی۔ پہلے چمڑے کا بساط طلب فرما کر کے بچھایا، بعدہ جتنی طعام جو صحابہ کرام کے پاس باقی بچے تھے، حضرت رسول مقبول علیہ السلام نے طلب فرمایا۔ میان تک کہ کسی نے مٹی بھر چنا اور کسی نے جھوٹے اور کسی نے ٹکڑا روٹی کا لاکر موجود کیا۔ میان تک کہ اس بساط میں تلیل طعام جمع ہوا۔ بعدہ آنحضرت علیہ السلام نے اسی طعام پر برکت کی دعا فرما کر یہ حکم فرمایا کہ ہر شخص اپنا گوشہ دان بھرے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

عن ابی ہریرۃ قال لما کان یوم غزوۃ تبوک اصاب الناس مجاعة فقال عمر یا رسول اللہ ارفعنا عنک افضل انوارہم ثم ارفع اللہ علیہا بالبرکۃ فقال نعم فذاعا تبطع نبط ثم دعا بفضل انوارہم فجعل الرجل یحیی بکف ذرۃ ویجی اخر بکف اخر بکسرۃ حتی اجتمع علی النطع شئ یشیر فداء رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام بالبرکۃ ثم قال خذوا فی اوئیکم

(المحدث)

قوائد : ۱۔ ثابت ہوا کہ حضرت عمر نے سرور کائنات صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے طعام پر مسلمانوں کے لیے برکت کی دعا منگوائی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن طعاموں پر دعا برکت پڑھی۔

۲. طعاموں کو مسلمانوں نے ہر وقت دعا برکت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حاضر کیا تھا۔

۳. جن طعاموں پر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا برکت فرمائی تھی وہ مختلف قسم کے طعام تھے لہذا اگر دعا کر کے دانے کے سامنے مختلف قسم کے طعام رکھے جائیں اور اُس سے دعائے برکت منگوائے۔ تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے بلکہ یہ بھی سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حدیث ۲ | ترمذی میں حدیث مرفوعہ وارد ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے چند چھوٹے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر کیے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں میرے لیے دعا برکت فرمائیے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹوں کو جمع کیا اور میرے لیے اُن چھوٹوں میں دعا برکت فرمائی اور میں نے خود بھی کھائے اور لوگوں کو بھی فی سبیل اللہ کھلائے۔
فائدہ ۱: شریعت مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ جس عمل میں کوئی قید نہ ہو وہ حکم عام رہتا ہے ان روایات سے طعام وغیرہ پر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا مانگنا پھر اسے غریب و مساکین وغیرہم پر تقسیم کرنا ثابت ہوا۔

سوال ہے: بریلویوں کا طریقہ ہے کہ عام طعام پر برکت کی دعا پڑھتے ہیں اور گزشتہ حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے جن طعاموں پر برکت کی دعا پڑھی وہ میت کے طعام نہ تھے بلکہ
 مثبت مدعی وہ حدیثیں ہوں گی جن سے یہ ثابت ہو کہ سرور کائنات
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ضیافت کے طعام پر برکت کی دعا پڑھی ہو۔
 جواب :۔ بروایت بخاری اور مسلم صحیح حدیث وارد ہے کہ جابر رضی اللہ
 عنہ نے یوم خندق میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کی تھی اور
 جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے پورے یہ سرور کائنات صلی اللہ
 علیہ وسلم سے عرض کیا کہ گھروالی نے ایک صاع جو کا آٹا پیسا ہے اور
 ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے آپ چار آدمیوں کے ساتھ تشریف لائے
 جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اہل خندق کو بلا لیا کہ جابر نے
 ضیافت کی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب تک میں نہ آؤں ہانڈی ہرگز نہ اُتارنا اور آٹے
 سے ہرگز روٹی نہ پکانا۔ میں نے ایسے ہی کیا۔ جسوقت حضرت سرور
 کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے ان کے سامنے آٹا
 نکالا تو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس میں اپنا آبِ دہن
 مبارک ڈال کر کے برکت کی دعا فرمائی اور ہانڈی میں بھی ایسے ہی کیا۔ یہ تو
 ضیافت ہے ہی۔ ہم نے ادھر عموم ثابت کیا ہے۔

ایک طرف مخالفین طعام میت کو ضیافت میں شامل کر کے
 لطیفہ احرمیت کا فتویٰ دیتے ہیں دوسری طرف ضیافت کے
 کے لیے ہم دعائے برکت ثابت کرتے ہیں تو بھی انکار حالانکہ طعام
 میت ضیافت بھی نہیں۔ ہر حال طعام پر دعا ثابت ہے خواہ ضیافت
 ہو یا خیرات۔

برائے میت | المجرورہ جب مخالفین مانتے ہیں کہ میت کو ثواب پہ تقسیم کرنا جائز ہے تو پھر اس پر دعا مانگنے سے کیوں ڈر رہے ہیں سوال ہے۔ اس حدیث گزشتہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ صمد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ آٹے پر دعائے برکت فرمائی ہے اور یہاں بھی پکائی روٹی پر دعائے برکت کرتے ہیں آیا اس کا بھی کسی حدیث سے ثبوت ہے یا نہیں؟

جواب ۱۔ حدیث صحیح سے اس کا بھی ثبوت ہے اس لیے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پکائی روٹی پر بھی دعا برکت فرمائی ہے چنانچہ حدیث صحیح بروایت بخاری اور مسلم وارد ہے اور قصہ اس کا طویل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے یہاں سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کچھ روٹی جو کی ضیافت کے لیے مہیا کی گئی تھی تو بوقت تشریف لانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے گھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا کہ اے ام سلیم! حاضر ہو کر اس روٹی کو انھوں نے حاضر کیا اور اس پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا برکت پڑھی۔ بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اور لوگوں نے بھی تنادل فرمایا اور وہ حدیث یہ ہے کہ قدر ضرورت نقل کرتا ہوں۔

فقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلمی یا ام سلیم ما عندک فانت بذالک الخیر فاصوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقت وعصرت ام سلیم عکۃ فاد متہ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ ما شاء

اللہ ان يقول اور بعض روایتوں میں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَنْظِرْ فِیْهِ الْبَرٰکَۃَ یعنی اللہ اس میں برکت بڑھاؤ اور نیز بروایت مسلم وارد ہے کہ بعد ضیافت کھانے کے جو روٹی بچی تھی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع فرما کر رکے دعا برکت فرمائی اور وہ حدیث یہ ہے کہ بعد ضرورت نقل کی جاتی ہے ثُمَّ اخذ ما بقی بمجمعة ثُمَّ دعا فِیْهِ بِالْبَرٰکَۃِ سوال :- یہاں جو برکت کے ساتھ ثواب کی دعا مانگتے ہیں آیا برکت کا اطلاق ثواب اور برکت دینے پر بھی ہوتا ہے یا نہیں۔

جواب :- برکت کا اطلاق ثواب اور برکت دینے پر از روئے شریع شریف ہوتا ہے چنانچہ مجمع البحار میں موطر ہے اللّٰهُمَّ اَرْزُقْنَا فِیْ ثَمَارِنَا الْبَرَکَۃَ السَّوْیَۃَ لِمَنْ بَعْنِ النِّحَاءِ وَالزَّیَادَۃَ وَلِمَنْ بَعْنِ الشَّوَابِ وَاللَّزِیْمِ وَهٰی تَشْتَمِلُ بِرَکَّتِہِ الدِّیْنِیَۃَ اَنْھٰی۔

سوال :- تسلیم کیا کہ پہلی حدیثوں سے صلوا سے دعا سے برکت کا منگوانا، اور طعاموں کو بوقت ادعائے برکت حاضر کرنا احادیث گزشتہ سے ثابت ہوتا ہے مگر یہ کہنا صلوا سے کہ تم دعا کرو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان طعاموں کا ثواب ہماری اموات کو عطا فرمادے آیا یہ بھی از روئے شریع شریف جائز ہے یا نہیں؟

جواب :- حدیث مرفوعہ بروایت ترمذی وارد ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لیے وسیلہ کی دعا مانگو اور وسیلہ ایک مرتبہ ہے جنت میں، جو کہ اللہ کے بندوں میں کسی بندہ کو ملے گا اور امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہوں۔ چونکہ حضور سرور کائنات نے دعا مومنین

اور مسلمین طلب کی ہے تو اوروں کے لیے بطریق اولیٰ مستحب ہوگی
اور وہ حدیث یہ ہے کہ بقدر حاجت نقل کی جاتی ہے

سَلَوَالِي وَسِيلَةَ فَانَهَا مَنْزِلَةُ بَيْنِ الْجَنَّةِ لَا يَنْبَغِي إِلَّا

لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَارْحَمَهُ أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ الْحَدِيثُ

سوال ۱۰۔ یہ طریقہ کہ جس مجلس میں اموات کے لیے دعا کرتے ہیں تو اس
مجلس میں سورہ اخلاص اور سورہ فاتحہ اور درود شریف سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھتے ہیں مگر ان امور کو بالخصوص فرائض اور واجبات
سے نہیں سمجھتے ہیں اور نہ عمل میں مانند فرائض اور واجبات ادا کرتے
ہیں آیا بایں ہمہ عقائد یہ دعا اور رسول از روئے شرع شریف جائز ہے
یا بدعت؟

جواب ۱۰۔ یہ سب جائز اور مستحبات میں سے ہیں اس لیے کہ حدیث
مرفوعہ بروایت ترمذی وارد ہے کہ جس مجلس میں اللہ کا ذکر اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ ہو، تو وہ مجلس ناقص ہے اور قالَ صَلَّى اللَّهُ
أَوَّلَ الْحَدِّثِ فِي هَذِهِ الْمَسْجِدِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ دُونَكُمْ مَجْلِسٌ دُعَاءُ أَمْوَاتٍ فِيهِ
دُرُودٌ شَرِيفٌ كَيْفَ تَبْرَحُونَ مَسْجِدَ بَيْتِ رَبِّكُمْ هَذَا قَدْ بَرَأَ اللَّهُ لَكُمْ فِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ فِيهِ

وَلَمْ يَصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَتْ عَلَيْهِمْ تَرَقُّةٌ

فَاتِ شَاءَ عَذَابُهُمْ وَإِنْ شَاءَ غُفِرَ لَهُمْ

کوئی قوم کسی مجلس میں ذکر خدا نہ کرے اور درود مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نہ پڑھے وہ مجلس بے برکت ہے انہیں اللہ تعالیٰ چاہے

بخش دے یا عذاب دے۔

سوال :- اس حدیث ترمذی سے فقط اللہ کا ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا معلوم ہوتا ہے اور الحمد شریف کی تخصیص نہیں ہے اور یہاں بالخصوص الحمد للہ پڑھتے ہیں؟

جواب :- سائل کا سوال خوب زیر نظر رکھنا چاہیے کہ اُس نے بالخصوص الحمد للہ فرض اور واجب نہیں سمجھی ہے بلکہ الحمد للہ کا پڑھنا مستحبات میں سے سمجھا ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ بالخصوص الحمد للہ پڑھنا مستحبات میں سے ہے اس لیے کہ ترمذی میں حدیث مرفوعہ بروایت جابر عبد اللہ دار د ہے کہ الحمد للہ افضل دعا ہے اور یہاں بھی دعا کا مقام ہے ہذا الحمد للہ بالخصوص پڑھتے ہیں اور مستحب بھی سمجھتے ہیں اور وہ حدیث یہ ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول افضل الذکر لا الہ الا اللہ و افضل الدعاء الحمد للہ . یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ ہے اور بہترین دعا الحمد للہ ہے۔ اور چونکہ یہاں بھی دعا کا مقام ہے ہذا خاص الحمد للہ پڑھتے ہیں۔

سوال :- اس حدیث ترمذی سے فقط آنا معلوم ہوتا ہے کہ الحمد للہ یعنی دونوں نظروں کا پڑھنا مستحب ہے اور یہاں الحمد للہ اخیر تک یعنی وَلَا الضَّالِّینَ تک پڑھتے ہیں۔

جواب :- اول تو تسلیم نہیں ہے کہ اس حدیث میں صرف دو لفظ مراد ہیں بلکہ الحمد للہ اخیر تک مراد ہے یعنی وَلَا الضَّالِّینَ تک۔ چنانچہ

مرقات میں اس حدیث کے تحت مسطور ہے۔

وَلْيُمْكِنَ أَنْ يَكُونَ قَوْلُهُ الْحَمْدُ لِلَّهِ مِنْ بَابِ التَّلْمِيحِ
الْإِشَارَةِ إِلَى قَوْلِهِ إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ وَإِى الدُّعَاءِ
الْأَفْضَلِ وَالْكَامِلِ وَاجْمَعِ مِنْ ذَلِكَ -

اور بر تقدیر تسلیم یہ بھی جواب دے سکتے ہیں کہ چونکہ سورہ فاتحہ میں دو چیزیں
ہیں یا اللہ کا ذکر، یا اپنے نفس کے لیے دعا ہے چنانچہ الحمد سے
إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ تک اللہ کا ذکر ہے اور إِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيمَ سے اخیر تک دعا ہے اور اللہ کا ذکر کرنے کا جواز مجلسِ دُعا اموات
میں اور بالخصوص الحمد للہ کا پڑھنا یہ دونوں ہر دو حدیث گزشتہ ترمذی سے
ثابت ہوئے اور چہ کہ یہاں اموات کے لیے دعا کرنا بہت اور حدیث
صحیح مرفوع بروایت ترمذی وارد ہے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ
وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ لقل اپنے نفس کے لیے دعا فرماتے تھے پھر اوروں
کے لیے دعا کرتے تھے لہذا یہاں بھی دعا اموات سے پہلے اپنے لیے
إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ سے اخیر تک دعا کرتے ہیں پھر اموات کے
لیے دعا مانگتے ہیں تاکہ حدیث کے موافق ہووے اور حدیث یہ ہے۔
عَنْ أَبِي بَنْتِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا فَدَعَا لَهُ بَدَأَ بِنَفْسِهِ -

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کسی کا ذکر کرتے تھے اور
اُس کے لیے دعا فرماتے تھے تو اول اپنے نفس سے دعا کو شروع کرتے
تھے لہذا فاتحہ کا پڑھنا اخیر تک جائز اور مستحب ہے چہ کہ إِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيمَ سے اخیر تک اپنے نفس کے لیے دعا کرنا منظور ہے لہذا اس

دُعا کے بعد رُود شریف پڑھنا بھی مستحبات اور ضروریات سے ہے چنانچہ
ترمذی میں وارد ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ دعا ما بین زمین و
آسمان کے موقوف رہتی ہے اور آسمان کی طرف نہیں چڑھتی ہے جب تک
دُرد نہ بھیجا جائے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ، اور وہ حدیث
یہ ہے ۔

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال ان الدعاء
موقوف بين السماء والارض لا يصعد منه شيء حتى
تصلي على نبيك صلى الله عليه وسلم۔

اب مجلس دعائے اموات میں سورۃ اخلاص اور سورۃ فاتحہ اور رُود
شریف کا پڑھنا ان احادیث گزشتہ سے بخوبی ثابت ہوا ، اور جو ان احادیث
گزشتہ سے منکر ہے وہ بڑھتی ہے

سوال : حرمین کے نجدی اماموں کو دیکھ کر دعاؤں کے وقت میں ہاتھ نہ
اٹھانے کے متعلق عوام سوال کرتے ہیں کہ یہ بدعت ہے ۔ یا کوئی ایسی
حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عموماً یہ حکم فرمایا ہو کہ
جس وقت کوئی تمہارا اللہ سے سوال کرے تو ہاتھ اٹھا کر کے سوال کرے
تاکہ ہم یہ سمجھیں گے کہ ہر وقت حاضر کرنے دعائے عام کے دعا برکت کے
لیے ، اور سوال کرنا ایصال ثواب اُس طعام کے اموات کے لیے بھی ہاتھ
اٹھانا اُس حکم عمومی میں داخل ہے ۔

جواب :۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عموماً حکم فرمایا
ہے کہ جس وقت تم سوال کرو اللہ سے ، تو سیدھی ہتھیلیوں سے کرو ،
نہ الٹی سے ۔ اور وہ حدیث یہ ہے کہ بروایت ابو داؤد وارد ہے ۔

عن مالک بن یسار قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم اذا سئلتهم الله فاسئلوا بهيئون الكفكر ولا
تسئلوا بظهورها . الحديث .

اب اس حدیث سے عموماً ثابت ہوتا ہے کہ جس وقت بندہ اپنے
اللہ سے سوال کرے، تو سیدھے ہاتھ اٹھا کر کے سوال کرے اور اس
حدیث میں تخصیص کسی وقت کی نہیں ہے اور جو لوگ ہاتھ اٹھا کر کے سوال
کر کے سوال کرے اور اس حدیث میں تخصیص کسی وقت کی نہیں ہے اور
جو لوگ ہاتھ اٹھانا بروقت دعائے برکت کے ناجائز ہے مگر یہ لوگ جواب
میں یہ کہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عموماً فرمایا ہے کہ کل بدعت ضلالت
یعنی ہر بدعت ضلالت ہے اور ہاتھ اٹھانا بھی بروقت دعائے برکت
کے بدعت ہے ہذا ضلالت میں داخل ہوا . تو ان لوگوں کو یہ جواب ہے
کہ ہاتھ اٹھانا بروقت دعائے برکت کے بموجب حدیث ابوداؤد کے سنت
ہے اس لئے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صریح فرمایا ہے
کہ جس وقت تم اللہ سے سوال کرو، سیدھی ہتھیلیوں سے کرو۔ اور یہاں بھی
اللہ سے برکت کا سوال ہے طعام پر، اور نیز بروایت ابوداؤد عموماً وارد
ہے کہ سوال اس کو کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھ اپنے کندھوں یا قریب کندھوں
تک اٹھا کر چنانچہ وہ حدیث یہ ہے۔

عن ابن عباس قال المسئلة ان ترفع يديك حذر
منكبيث او نحوهما .

یعنی ہاتھ اٹھا سوال کرنے کے وقت میں برابر یا قریب کندھوں کے
سوال کے آداب میں سے ہے اور نیز بروایت ترمذی وارد ہے ۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یرفع یدیه حتی یدد ببطیہ یسئل المسئلۃ الا اعطاھا ایاک .

یعنی نبیؐ ہے کوئی بندہ جو سوال کے وقت میں یہاں تک ہاتھ اٹھا دے کہ بغلیں اس کی ظاہر ہو دیں، مگر اللہ اس کا سوال پورا کرے گا اور نیز بروایت ترمذی حدیث مرفوعہ وارد ہے کہ جس وقت بندہ اپنے خدا کی طرف ہاتھ اٹھا دے، اللہ کو حیا آ جاتی ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی چھوڑے چنانچہ وہ حدیث یہ ہے

ان اللہ حی کریم یتحیی اذا رفع رجل ید ید الیہ
ان یردھما صفراً خائبین - اور نیز بعضی روایتوں میں وارد ہے
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسئل ید ید
فی الدعاء حتی یرئی بیاض البطیہ .

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ اپنے دعا کے وقت میں، یہاں تک کہ ظاہر ہوتی تھی سفیدی دونوں بغلوں مبارک آپ کی۔

فائدہ :- ان سب حدیثوں میں ہاتھ اٹھانا دعا اور سوال کے وقت میں عموماً ثابت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت کی تخصیص نہیں فرمائی اور جو تخصیص کرتا ہے وہ بدعتی ہے۔

سوال :- یہ مسلم ہے کہ طعام پر برکت کی دعا کرنا اور طعام کو دعا برکت کے لیے حاضر کرنا بخاری اور مسلم کی حدیثوں سے ثابت ہو گیا ہے مگر یہاں یہ طریقہ ہے کہ طعام بوقت دعائے اموات کے بھی حاضر ہوتا

ہے آیا یہ جائز ہے یا بدعت؟

جواب :- یہ بھی جائز ہے نہ بدعت۔ اس لیے کہ طعام کا حاضر کرنا صرف دعائے برکت کے لیے ہے اور بعد حاضر کرنے طعام کے دعائے برکت کے لیے اگر اموات کے لیے بھی دعا ہو تو کیا مضائقہ ہے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صرف اللہ کے لیے ہجرت کرتے تھے مگر ہجرت کے بعد تجارت اور نکاح وغیرہ بھی ترک نہیں کرتے تھے جیسے یہ افعال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجرت میں خلل انداز نہیں تھے ایسے ہی دعائے اموات طعام کے حاضر ہونے کے لیے کچھ مضر نہیں ہے اس لیے کہ حاضر کرنا طعام دعائے اموات کے لیے نہیں ہے بلکہ برکت کے لیے ہے اور صحیح حدیث سے ثابت ہوا۔ اور نیز اگر کوئی غسل مسنون نماز جمعہ کے لیے کر کے عطر لگا دے اور سفید کپڑے پہنے مگر پان بھی کھا دے تو پان کھانا ان امور کے مسنون کرنے میں کچھ نقصان نہیں لاتا۔ اس لیے کہ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے جیسی نیت ہو ویسا ہی ثواب ملتا ہے۔

خاتمہ :- سب کو معلوم ہے کہ میت قبر میں پہنچتے ہی کتنا سنگین مراحل میں ہوتا ہے اس کا علاج دہاں سوتے اعمال صالحہ مع عقائد کے اور کچھ نہیں خدا نہ کرے اگر اس کے اپنے اعمال صالحہ نہیں تو سوائے عذاب شدید میں مبتلا ہونے کے کوئی چارہ نہیں (الا ماشاء اللہ) حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کی غم خواری اور غمگینی کے تحت اللہ تعالیٰ سے ایصالِ ثواب کی اجازت قبول کرالی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا لقب مرحومہ و مغفورہ ہے وہ یونہی کہ گنہگار قبور میں گناہ لے کر جائیں گے تو جب اکیس گے

گناہوں سے پاک ہوں گے اس لیے کہ مرنے کے بعد جو لوگ دعا و
استغفار اور قرآن خوانی خیرات و صدقات کرتے ہیں حضور سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے اسی عالم دنیا میں ان لوگوں
(قبور والوں) کے حالات مشاہدہ بھی کر لے گئے تاکہ مرنے والوں کے لیے
امتی زیادہ سے زیادہ خیرات و صدقات اور دعائے استغفار کریں۔

چھٹکارا یعنی مردہ کی نجات کے واقعات

طعام آگے رکھ کر قرآن پڑھنا اور دعا مانگنا ایک معمولی جھگڑا ہے
اصل مقصد یہ ہے کہ میت کو عذاب سے چھڑانا اور اللہ تعالیٰ کے
فضل و کرم کا مستحق بنانا چاہیے اور ہم تو نہیں جانتے کہ اس غریب
کے ساتھ قبر میں کیا ہو رہا ہے۔ لیکن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے تمام تفصیل بتا دی ہے کہ فلاں فلاں عمل سے عذاب قبر سے وغیرہ
وغیرہ اور پھر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ایصالِ ثواب سے اسے عذاب قبر
سے نہ صرف نجات نصیب ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے
اسے جنت کی نعمتوں سے نوازتا ہے اگر ایصالِ ثواب نہیں کرو گے
تو وہ بدستور عذاب میں مبتلا رہے گا۔ چنانچہ پھر اس کا مشاہدہ
بھی کرا دیا گیا۔ فقیر نے ایک ضخیم کتاب بھی ”اخبار القبور“ یعنی قبور
والوں کے حالات کہ انہیں کیا ہو رہا ہے اور بعض بخشے جاتے ہیں
تو کیوں اور بعض بدستور عذاب میں ہیں تو کیوں۔ یہاں چند نمونے
حاضر ہیں۔

بیشمار فائدے | ابو محمد سمرقندی نے سورہ اخلاص کے فضائل میں ذکر کیا کہ جس نے قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب مردوں کو بخش دیا تو مردوں کی تعداد کے مطابق اسے اجر ملے گا۔

فائدہ :۔ سمرقندی کی تائید حدیث سے ہوتی ہے۔

قیامت کا فائدہ | ابوالاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے فرائد میں ابو ہریرہؓ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قبرستان پر گزرا اور اس نے سورہ فاتحہ، اخلاص اور اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُرُ پڑھی اور پھر یہ دعائیں کہ اسے اللہ میں نے جو قرآن پڑھا ہے اس کا ثواب مومن مرد اور عورت دونوں کو دینا تو وہ قبر والے قیامت کے دن اس کی سفارش کریں گے

ثواب کی تقسیم | قاضی ابو بکر بن عبدالباقی انصاری نے سلمہ بن عبید سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ عماد مکی نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ کے قبرستان کی طرف چلا گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا، تو دیکھا کہ قبروں والے حلقہ درحلقہ کھڑے ہیں میں نے ان سے دریافت کیا کہ قیامت قائم ہو گئی انہوں نے کہا کہ نہیں ہاں ہمارے ایک بھائی نے سورہ اخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔

گورستان میں قرآن خوانی | عبدالعزیز خلال کے ساتھی انہوں نے روایت کیا کہ حضرت

انس فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قبرستان میں لیس پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی برائت سے مردوں کے مذاب میں تخفیف فرمادے گا اور پڑھنے والے کو ان کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا قرطبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث کہ اپنے مردوں پر لیس پڑھو "دراستہ مال رکھتی ہے" ۱۔ مرنے وقت (۲) قبر پر۔ پہلا قول جمہور کا ہے اور دوسرا عبد الواحد مقدسی کا اور شوافع علماء متاخرین میں سے محب طبری نے اس کو عام رکھا۔ غزالی نے احیاء میں اور عبدالحق نے احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہوئے غایت میں بیان کیا کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۃ فاتحہ معوذتین اور اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب اہل قبر کو پہنچا دو کیونکہ یہ پہنچا ہے (شرح الصدور)۔

پڑھنے اور سننے والے اہل قبر کو ثواب

ہے کہ پڑھنے کا ثواب پڑھنے والے کو ہے اور سنت کو سننے کا ثواب ہے اسی لیے تو نص قرآنی کے بموجب قرآن کے سننے والے پر رحم ہوتا ہے قرطبی فرماتے ہیں کہ خدا کے کرم سے کچھ بعید نہیں کہ وہ پڑھنے اور سننے دونوں کا ثواب مردے کو پہنچا دے متنیوں کے فتاویٰ قاضیخان میں ہے کہ جو میت کو مانوس کرنا چاہئے تو وہ قبر کے پاس قرآن پڑھے ورنہ جہاں چاہے پڑھے کیونکہ خدا ہر جگہ کی قرأت سننے والا ہے۔ اسی لیے ہم اہلسنت اموات کے لیے قبور پر بھی ختم کراتے ہیں اور گھروں میں پڑھ کر ثواب اہل قبور کو پہنچاتے ہیں۔

امام قرطبی کا استدلال | بقیۃ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہمارے بعض علماء نے میت کو قواب

پہنچنے پر ایک حدیث سے اس استدلال کیلئے ادرودہ یہ کہ حضور علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا کہ دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تر شاخ منگائی اور اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا لگا دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیں گی قبر والوں سے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ خطابی نے کہا کہ علی نے اس کے معافی یہ بتائے کہ چیزیں جب تک اپنی اصلیت پر رہتی ہیں سبز رہتی ہیں یا تر رہتی ہیں۔ خدا کی نسیج سے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے۔ تو مومن قبر کے پاس اگر قرآن پڑھے گا تو کیا حال ہوگا پھر یہ قبروں کے پاس درخت لگانے میں اصل ہے۔

سبز مٹی سے مردے کو ناندہ | بن عدا کرتے حماد بن سلمہ کی سند سے روایت

نہا کہ ابو ہریرہؓ اسلمیؓ منسور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر سے گزرے قبر والے پر عذاب ہو رہا تھا تو آپ نے ایک مٹی لے لی اور فرمایا کہ شاید عذاب میں کمی ہو۔

فائدہ :۔ حضور علیہ السلام شاید فرماتے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ کوئی نمک والا معاملہ ہے بلکہ حقیقت پر مبنی ہے آپ یقین کے موقع پر اس طرح تواضعاً فرما دیا کرتے تھے۔

حدیث :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور

اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جنت میں اپنے ایک نیک بندے کا درجہ بلند فرمایا۔

فیقول یا رب انی لی - فیقول باستغفار ولدك لك (شکوۃ شریف)
تو وہ عرض کرتا ہے کہ اے میرے رب میرا درجہ کیونکر بلند ہوا۔
ارشاد ہوا کہ تیرا بیٹا جو تیرے لیے دعا کرتے مغفرت کرتا ہے اس کے سبب سے۔

فائدہ :- مندرجہ بالا حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اگر کسی بندے نیک یا کسی عام کے لیے اچھا ثواب یا دعائے بخشش کی جائے تو اس کے درجات بلند ہو جاتے ہیں اگر گنہگار ہے تو اس سے سختی اور عذاب دور ہو جاتا ہے اس سے بڑھ کر میت کے لیے اور کیا چاہیے لیکن جسے میت سے دشمنی ہوگی وہ اس کے روکنے اور بند کرنے کے اسباب نہیں بنائے گا تو اور کیا کرے گا۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
مکمل نجات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
امتی امتہ مرحومۃ تدخل قبورها بذنوبہا وتخرج
من قبورها لا ذنوب علیہا لمحقن عنہا باستغفار المؤمنین۔
(شرح الصدور للسیوطی)

ترجمہ :- میری امت امت مرحومہ ہے وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور جب قبروں سے نکلے گی تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے استغفار کی وجہ سے اس کو گناہوں سے پاک و صاف کر دے گا۔

کر دے گا۔

فائدہ ۱۔ غور فرمائیے کہ میت کی نہات ہمارے ایصالِ ثواب سے

ہوتی۔

عذابِ قبر: ستور جب تک خیرات نہ ہوتی | عزیز

واقعہ عزت کروں کہ جو لوگ اپنے مردوں کو ثواب نہیں بخشے وہ بہستور
عذاب میں مبتلا رہتے ہیں جب تک ثواب نہ بھیجا جاتے۔

فقہ ابو اللیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک
مردے کا میرا حال | بزرگ نے قبرستان میں خواب میں دیکھا

کہ تمام اہل قبرتوں سے نکل کر حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے ان میں ایک
نوجوان میلے کپڑے مغموم بیٹھا تھا ٹھوڑی دیر کے بعد فوائجے آئے اور
سب لے کر چلے اور وہ نوجوان خالی ہاتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس بزرگ
نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ ان کے عزیزوں نے ان کے لیے
تحائف (خیراتیں اور ثواب وغیرہ) بھیجے لیکن میں ایک مصیبت کا مارا
ہوں میری ماں مجھے حج کے لیے آئی میں یہاں فوت ہو گیا وہ کہیں نکاح
کر چکی ہے اور عیش و عشرت میں ہے لیکن اس نے مجھے بھلا دیا کبھی کوئی
خیرات اور ثواب وغیرہ نہیں بھیجتی بزرگ نے اس کی ماں کا پتہ پوچھا
اور وہاں پہنچ کر اس سے اپنے بیٹے کا پوچھا تو رو پڑی بزرگ نے اس
کا حال سنایا تو بہت پریشان ہوئی اور اعتراف کیا کہ واقعی مجھ سے بھول
ہو گئی اب آپ میری طرف سے ہزار درہم اس کے لیے ایصالِ ثواب
کریں۔ بزرگ فرماتے ہیں میں نے دوسری جمعرات اسی گورستان کو
رہا تھا تو اسی نوجوان کو دیکھا سفید پٹے پہنے ہوئے اور نہایت خوش

حرم ہے اور میرے پاس آکر غروب دعائیں دیں رحیمہ الغافلین المنعمہ
فائدہ | یہ وہ نقیۃ البوالیث رحمہ اللہ ہیں جنہیں ایک لاکھ حدیث حفظ
 تھی اور اپنے زمانہ میں امام الہدی کے لقب سے مشہور تھے
 امام ابو یوسف کے چوتھے واسطہ سے شاگرد تھے حنفی المذہب اور
 بہت بڑے فقیہ تھے۔ | اسی رات سے وہی عبرت حاصل کرے
درس عبرت جس کے دل میں اپنے اموات کا دل میں
 درد ہو۔ ورنہ بے درد ظالم کو کیا خبر۔

بہانہ خور را بہانہ بسیار | رنگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں،
 فقر کی کتاب "عذابی لوگ" کا مطالعہ کیجیے اگر ہمارے مختصر سے کام
 سے اس عزیز کا بھلا ہوتا ہے تو ہم اس سے غفلت کیوں کریں شکرین
 تو ہیں بہانہ باز وہ بے توبہ عت کی رٹ لگانے سے نہیں ٹھکتے۔ ہر کار
 ثواب پر روڑہ اٹکاتے ہیں۔ بدعت کوئی لایینحل مسئلہ نہیں کہ سمجھ
 نہ آ سکے۔ صرف بدعت کا بہانہ بنا کر لاکھوں بلکہ ہزار عذابوں کو عذاب
 سے نہ بچنے دنیا کو کسی اسلامی خدمت ہے۔

اہلسنت عوام سے گذارش ہے کہ ان بہانہ بازوں کی طرف کان نہ
 دھریں جس طرح بن پڑتا ہے اپنے غریب مسافر مردوں کے لیے
 ایصال ثواب کیجیے خواہ عوام آگے رکھا ہو یا نہ۔ ختم شریف پڑھا جائے
 یا نہ۔ اس کے لیے دعائیں مانگو۔ استغفار کرے اسی میں ان کا
 چھٹکارا ہے۔ **فَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءُ**۔

النشر القادری البوالصالح محمد فیض احمد اسی رضوی فخری